والدین کی اپنی اولاد کی تربیت کے حوالے سے ایک اچھوتی تحریر

کیسی ہے تیری اولاد؟

دنیا و آخرت کی کامیابی کیلئے اپنا اور اپنی اولاد کا محاسبہ ضرور کیجئے

مصدقہ: حضرت علامہ مولانا لائق محمد سعیدی مد ظلہ

از قلم: حضرت علامہ مولانا مفتی غلام غوث رضوی مد ظلہ

زیر نگرانی: مولانا محمد الطاف قادری مد ظلہ

پیشکش: انجمن انوار القادریہ

تقریظ

حضرت علامہ مولانا لائق محمد سعیدی مدظلہ

مہتمم دار العلوم انوار القادریہ رضویہ کراچی

اما بعد! میں نے یہ رسالہ کافی جگہوں سے پڑھا ہے اس دور میں اگر اولاد کی تربیت صحیح معنوں میں ہو جائے تو یہ بہت بڑی کامیابی ہے ورنہ دنیا و آخرت میں رسوائی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ اور روزِ قیامت میں یہی اولاد جس کی وجہ سے آج ہم تکلیف اور پریشانی میں مبتلا ہیں اپنے والدین کا گریبان پکڑ کر پوچھے گی کہ تم نے ہماری تربیت کیسی کی؟ بہر حال اس رسالے میں اولاد کی تربیت کے متعلق کافی کچھ لکھ دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس رسالے سے عوام کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچائے۔ آمین

انتساب

میں یہ تحریر ایک ایسی شخصیت کے نام کرتا ہوں جن کے شب و روز دین کی خدمت کیلئے وقف ہیں۔ انہی کی خدمت کا نتیجہ ہے کہ اب تک چودہ مدارس، چھ مساجد اور ایک شاندار دار العلوم مع دار الافتاء کا قیام عمل میں آچکا ہے۔ مزید برآں یہ کہ تا حال تقریباً دس لاکھ سے زائد کتب و رسائل کی اشاعت ہو چکی ہے۔ تا حال عروج کی جانب سفر رواں دواں ہے۔ اس شخصیت کو لوگ ابو الخیر مولانا محمد الطاف قادری رضوی مدظلہ العالی کے نام سے جانتے ہیں اللہ پاک اسی طرح ہر ایک کی اولاد کو جگمگاتا ستارہ بنائے۔ آمین

غلام غوث رضوی

اپنی اولاد کے بارے میں ہر شخص یہی جواب دیتا ہے ٹھیک ہے لیکن اس ٹھیک میں بہت کچھ ٹھیک نہیں ہوتا۔ جب ہم خود اس جواب سے مطمئن نہیں تو سامنے والا کس طرح اس جواب سے مطمئن ہو سکتا ہے اور ممکن ہے کہ مطمئن ہو بھی جائے کیونکہ آج کل جس طرح لوگوں نے ٹھیک ہے بنا رکھا ہے۔ نیچے سے اوپر تک آپ کہیں بھی اور جس جگہ بھی چاہیں سروے کر لیں ہر جگہ آپ کو صرف ایک ہی جواب موصول ہوگا اور وہ ہے ٹھیک ہے جبکہ ہر شخص جانتا ہے کہ اگر یہ لفظ ٹھیک ہے حقیقت پر مبنی نہ ہو تو اس میں جھوٹ ہے، دھوکہ ہے، فریب ہے، جھوٹی گواہی ہے، منافقت ہے، قرآن و حدیث کی مخالفت ہے، اللہ و رسول عزّ وجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناراضگی کا سبب ہے۔

بزرگانِ دین کے طریقے سے انحراف (پھرنا) ہے۔ عوام الناس اور حلقہ احباب میں ایک ایسا معیار ہے جس کی بنیاد جھوٹ پر ہے۔ جنت سے دوری اور جہنم سے قریب ہونے کا ایک سبب ہے۔ المختصر یہ تمام عیوب ہمارے منہ سے نکلے ہوئے صرف ایک لفظ (ٹھیک ہے) میں بند ہیں۔

امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ حدیث نقل فرماتے ہیں:۔

ان الرجل ليكذب و يتحرى الكذب حتى يكتب عند الله كذابا و ان الرجل ليصدق و يتحرى الصدق حتى يكتب عند الله صديقا (سنن ابوداؤد، ج۲ ص۶۸۱ مکتبہ حقانیہ پشاور)

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، جب بندہ جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹ بولنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے اور جب بندہ سچ بولتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچا لکھ دیا جاتا ہے۔

آج ہر صاحبِ اولاد کیلئے اس سوال کا جواب کیسی ہے تیری اولاد دینا بہت مشکل ہے چونکہ اس کا جواب تربیت پر منحصر ہے کہ اس کی اولاد کیسی ہے۔ سوال یہ نہیں کہ آج ہماری اولاد ہمارے ساتھ کیا کر رہی ہے، یا ہمارے لئے کیا کر رہی ہے۔ سوال یہ ہے کہ کل ہم نے اپنی اولاد کو کیا دیا؟ یا کل ہم نے اپنی اولاد کیلئے کیا کیا؟ ہر شخص اپنے عمل کا محاسبہ کر سکتا ہے۔ جو اولاد کے روشن مستقبل کیلئے تمام حدوں کو پامال کر کے، حلال و حرام کے قوانین سے بالاتر ہو کر، صدق کی چادر کو چھلنی کر کے، کذب کے لبادے کو اوڑھ کر مصروف زندگی رہا، آرائش و آسائش جمع کرتا رہا، فرصت کے لمحات کو حسین سے حسین تر کرنے کیلئے رنگ برنگے ماحول کو اختیار کرتا رہا، شباب و کباب کی مستی میں زندگی کی سانسوں کو گزارتا رہا۔ یہی وہ سب کچھ ہے جو آج ہماری اولاد دوبارہ ہمیں لوٹا رہی ہے جو کچھ ہم نے کل کیا آج ہماری اولاد کر رہی ہے۔ سوچنے کی بات ہے، کسی کے گھر میں اندھیرا کر کے اپنے گھر کو روشن کرنا، کسی کے مستقبل کو تاریک کر کے اپنا مستقبل تابناک بنانا، کسی کا لقمہ چھین کر اپنا دسترخوان وسیع کرنا، کسی کو گرا کر آگے بڑھنا،

اہل کو پس پشت ڈال کرنا اہل کو آگے لانا۔سوچنے کی بات ہے کہ کیا ربّ قدیر نے ہمیں یہ مقام و منصب اس لئے دیئے ہیں کہ ہم کسی کے لختِ جگر و نورالعین کے جائز حقوق کو پامال کردیں، اس کی محنت کو برباد کردیں، اس کے بلند ارادوں کو ملیامیٹ کردیں، اس کے احساسات و جذبات کا خون کردیں، سلاخوں کے پیچھے اس کا مقدر کردیں، ماہتاب کی سفید روشنی کے بجائے ظلمت کی سیاہی میں اس کی راتیں کردیں، آزادی کی بجائے قید بامشقت اس کو تحفہ میں دیں۔کیا ایسی ہے ہماری اولاد ؟؟؟ کیا یہ سب کچھ آج کل ہو نہیں رہا؟؟؟ کیا یہ آلام و مصائب کسی غیر کے ہیں؟؟؟ یہ اذیتوں کے پہاڑ توڑنے والا آخر کون ہے؟؟؟ یہ ہے تیری اولاد۔شرم آنی چاہئے ایسی اولاد پر۔جس کا وجود انسانیت کیلئے، ملک و ملت کیلئے ناسور ہو جائے۔ہمارا سب سے بڑا المیہ یہی ہے کہ ہم غیروں کے پیروکار ہو گئے، قرآن و حدیث پر عمل کرنا تو بہت دور کی بات، ہم عمل کا سوچتے بھی نہیں۔قرآن پڑھنا بیشک نہ آتا ہو لیکن انگلش روانی سے آنی چاہئے تاکہ معاشرے میں زیادہ عزت ہو۔دین اسلام میں کسی زبان کا سیکھنا برا نہیں لیکن ہمارا اپنا نقصان بھی نہ ہو، امریکہ یا کسی بھی ترقی یافتہ ملک میں پہنچنے کیلئے جو شرائط ہیں وہ ہمیں ازبر ہیں لیکن نماز کے شرائط؟ کاش ہم قرآن وحدیث کو اتنا ہی پڑھتے، اس پر عمل کرتے، ہر عمل میں اللہ و رسول عزوجل و صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی رضا و ناراضگی پیش نظر ہوتی، خلوص کے ساتھ، ایمان داری کے ساتھ، دیانتداری کے ساتھ، پختہ ارادہ و یقین کامل کے ساتھ، عمل کرتے رہتے تو آج ہم غیر ممالک میں پہنچنے کے خواب ہرگز نہ دیکھتے۔ہمارا اپنا ملک، اپنا وطن ترقی یافتہ کامیاب و کامران اور خوشحال ہوتا۔

کیا ہم نے اپنی اولاد کو یہ سکھایا ہے کہ جتنا لوٹ سکتے ہو لوٹ لو، جتنا ہضم کرسکتے ہو کرلو، ہر کام اتنا صفائی سے کرو کہ بس۔جو کچھ ہے سب اپنا، جب تمہارا دل چاہے زمین کو سرخ کرنا، تو یہ سب اپنے ہی غلام ہیں، جب چاہو جس جگہ چاہو انسانیت کے خون سے اپنا نشانہ پختہ کرلو۔آخر اتنا لوٹ کھسوٹ اور سیاہ کو سفید کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اولاد کے سامنے بیشک ہزاروں قسم قسم کے کھانے سجے ہوں لیکن وہ کھائے گی اتنا ہی جتنا اس کا پیٹ برداشت کرے گا، پہنے گی صرف اتنا ہی جتنا اس کا بدن پر آئے گا، زمین صرف اتنی ہی جتنی اس کے چلنے بیٹھنے سونے میں استعمال ہوگی۔

آج ہر شخص یہ کہہ رہا ہے کہ ہم نے تو اپنے بچوں کی تربیت بہت اچھی کی۔ کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی لیکن پھر بھی معلوم نہیں کیوں ہماری تربیت کا ان میں اثر ظاہر نہیں ہوا؟

اچھی تربیت کرنے کے باوجود اولاد میں اس کا اثر ظاہر نہ ہونا اس کا ایک سبب ہے رزقِ حرام اور جس نے اپنی اولاد کو رزقِ حلال کھلایا تو اللہ پاک نے اس کی تربیت کا اثر اسطرح ظاہر فرمایا کہ وقت کے ہر مورخ نے اسے اپنے قرطاس (کاغذ) کی زینت بنایا۔ ایران وترکستان کی طرف کی جو شاخ تاتاریوں کے قبضے میں آئی اس میں تاتاریوں کے سو فیصد مسلمان ہوجانے کی وجہ یہ ہوئی کہ تغلق تیمور جو ولی عہد سلطنت تھا وہ شکار پر نکلا، تاتاریوں میں ایران اور اس کے باشندوں سے متعلق نحوست کا تخیل (خیال) تھا کہ ایرانی منحوس ہوتے ہیں، تغلق تیمور نے اس کا پورا انتظام کیا کہ کوئی ایرانی نہ آنے پائے، جابجا پہرے بٹھا دیئے جو ساحلی جگہیں تھیں اور جو مدخل (داخل ہونے کے راستے) تھے ان سب پر آدمی بٹھا دیئے تاکہ کوئی ایرانی نہ آنے پائے لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا اللہ تعالیٰ کو تاتاری جیسی جنگ آزما طاقتور اور بلند حوصلہ قوم کو مشرف بہ اسلام کرنا اور اس سے دین کی حفاظت کا کام لینا تھا یہ ایک خدائی انتظام تھا۔ شیخ جمال الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایران کے ایک صاحب دل بزرگ تھے ان کو کہیں جانا تھا اور راستہ وہی تھا، اس جگہ وہ پہنچے تو اتفاق سے وہاں کوئی پہرہ دار کھڑا نہیں تھا، یہ سب غیبی انتظامات ہوتے ہیں، وہ آگے بڑھ گئے، کسی پہریدار نے دیکھ لیا، اس نے ان کو پکڑ لیا اور تغلق تیمور کے پاس پکڑ کر لے گیا، وہ دیکھ کر آگ بگولہ ہوگیا اور اس نے سمجھ لیا کہ انہوں نے شکار کے سارے انتظامات پر پانی پھیر دیا، اب شکار نہیں ملے گا، اس نے غصہ میں آکر کہا تم ایرانی اچھے ہو کہ یہ کتا اچھا ہے؟ کون افضل ہے؟ انہوں نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کی قوم کو دولتِ اسلام نصیب نہ کی ہوتی تو یہ کتا افضل تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم ایرانیوں کو اسلام نصیب کیا تو ہم افضل ہیں، اس نے کہا اسلام کیا ہوتا ہے؟ وہ صاحبِ دل بھی تھے اور صاحبِ علم بھی تھے انہوں نے اسلام کا مختصر مگر بلیغ ومؤثر تعارف کرایا، وہ متاثر ہوا اور اس کے دل ودماغ پر اثر پڑا۔ اس نے کہا کہ اگر ابھی میں اپنے اسلام لانے کا اعلان کر دیتا ہوں تو کوئی فائدہ نہ ہوگا، جب میری تاج پوشی ہوجائے تو مجھ سے آکر ملیں میں اسلام کا اعلان کروں گا۔ بعض مورخین نے اس سے زیادہ موثر انداز میں اس واقعہ کو پیش کیا:۔

اس نے پوچھا کہ آپ افضل ہیں کہ، یہ کتا افضل ہے؟ انہوں نے کہا کہ ابھی اس کا فیصلہ نہیں ہوسکتا، اس نے کہا کہ کیا مطلب ہے؟ یہ کتا کھڑا ہے، یہ آپ ہیں، یا تو کہیئے کہ یہ کتا افضل ہے یا کہیئے کہ میں افضل ہوں۔ انہوں نے کہا کہ اگر میں دُنیا سے کلمہ پڑھتے ہوئے رُخصت ہوا، ایمان پر میرا خاتمہ ہوا تو میں افضل ہوں ورنہ یہ کتا افضل ہے۔ اس سے اسکے دماغ اور اسکے دل پر چوٹ پڑی۔ اس نے کہا کہ جب آپ سنیں کہ میری تاج پوشی ہوگئی ہے تو مجھ سے ملیں، یہ برابر دن گنتے رہے اور کان ان کے لگے رہے کہ خبر آئے لیکن ان کا وقتِ آخر آگیا۔ انہوں نے اپنے بیٹے کو بلایا اور کہا کہ عزیز فرزند! شاید یہ سعادت تمہاری قسمت میں لکھی ہوئی ہے تم جب سننا کہ تغلق تیمور کی تاج پوشی ہوگئی ہے تو اس سے ملنا اور یہ واقعہ یاد دلانا۔ چنانچہ جب انہوں نے تاج پوشی کی خبر سنی تو یہ گئے اور باہر اپنا سجادہ (جائے نماز) ڈال دیا۔ ان کو کون اندر جانے دیتا، وہ باہر نماز پڑھتے رہے، اذان دیتے رہے۔

اس وقت تو اذان کی آواز محل میں نہیں پہنچی، لیکن فجر کے وقت اذان کی آواز پہنچی تو اس نے کہا کہ یہ صدائے بے ہنگام کیسی ہے؟ کون اس وقت چلاتا ہے اور نیند خراب کرتا ہے۔ کہا گیا کہ ایک شخص ہے جو اٹھتا ہے بیٹھتا ہے اور یہ آواز لگاتا ہے۔ اس نے کہا جاؤ اسے پکڑ لاؤ۔ لوگ ان کو لے گئے، تو انہوں نے کہا کہ میں ان کا (شیخ جمال الدین) فرزند ہوں جو آپ سے ملے تھے آپ نے سوال کیا تھا اور یہ کہا تھا کہ آپ افضل ہیں یا یہ کتا؟ انہوں نے کہا تھا کہ اگر میرا خاتمہ ایمان پر ہوا، تو میں افضل ہوں ورنہ کتا افضل ہے۔ میں یہ اطلاع دینے آیا ہوں کہ ان کا خاتمہ ایمان پر ہوا اور وہ کلمہ پڑھتے ہوئے دُنیا سے رُخصت ہوئے۔ تغلق تیمور نے کلمہ شہادت پڑھا اور اپنے اسلام کا اعلان کیا۔ اس نے اپنے وزیر اعظم کو بلایا۔ اس نے کہا کہ میں تو بہت دِنوں سے مسلمان ہوں میں ایران گیا تھا وہیں اسلام قبول کیا تھا آپکے ڈر سے بتاتا نہ تھا، اسکے بعد پوری ایرانی تاتاری شاخ مسلمان ہوگئی۔ شیخ جمال الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی انکے والد نے کیسی تربیت کی کہ صرف ایک جواب، **ایمان پر خاتمہ ہوا تو میں افضل ورنہ کتا مجھ سے افضل ہوگا** یہ سبب بن رہا ہے تاتاریوں کے ایمان لانے کا۔ شیخ جمال الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جواب میں کیسی جاذبیت ہے کہ غیر مسلم بھی قبول کر رہا ہے لیکن آج ہماری اپنی اولاد بات قبول نہیں کرتی۔ کیوں؟ یقیناً ہم نے اپنی اولاد کی تربیت صحیح نہیں کی۔ کیا اس چیز کا نام تربیت ہے؟ بیٹا جھوٹ نہیں بولتے۔ جھوٹ بولنے سے گناہ ملتا ہے۔ جھوٹ بولنے والے اچھے نہیں ہوتے۔ اللہ و رسول عزّ وجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ناراض ہو جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ بیل بجتی ہے تو کہا یہ جاتا ہے کہ بیٹا کہہ دو ابو گھر پر نہیں ہیں۔ اچانک گھومنے پھرنے کا پروگرام بن جائے تو بیٹے کے سامنے فون کیا جا رہا ہے کہ آج میں نہیں آسکتا میری طبیعت خراب ہے وغیرہ وغیرہ جتنا مشاہدہ سے انسان سیکھتا ہے اتنا کسی کی بات سن کر نہیں سیکھ پاتا۔ کیا ہم نے خود اپنے عمل سے اپنی والاد کو یہی کچھ نہیں سکھایا؟ ہماری اولاد نے یہ دیکھ کر اچھی طرح ذِہن نشین کر لیا کہ بچاؤ کیلئے یہ بھی ایک راستہ ہے۔ اُٹھو بیٹا کیا کالج نہیں جاؤ گے؟ ڈیڈی کل سے میری طبیعت بہت خراب ہے...... گھر سے رقم اُٹھنا شروع ہوئی تو سوال ہوتا ہے بیٹا کل میں نے یہاں کچھ پیسے رکھے تھے تم نے تو نہیں دیکھے؟ نہیں ڈیڈی...... کالج برابر جا رہے ہو؟ جی ڈیڈی...... پڑھائی کیسی جا رہی ہے؟ بہت اچھی...... بیٹا کسی یونین وغیرہ کے چکر میں مت پڑنا صرف اور صرف پڑھائی پر توجہ۔ او کے ڈیڈی...... جب موڈ ہوا طبیعت کا بہانہ کر کے چھٹی کر لی...... دوستوں سے جب شرط ہار گئے گھر سے رقم اُٹھا کر شرط پوری کر دی۔ کالج برابر جا رہے ہیں۔

پر پوچھیے کوئی صاحبزادے کے ڈیڈی سے کہ ان پر کیا گزری؟

جب بیٹے کا پورا سال ضائع ہوگیا۔ پر کیوں؟ وہ تو مسلسل کالج جاتا رہا، کالج کے بعد گھر میں بھی اپنے کمرے میں ساری رات محنت کرتا رہا، قابل سے قابل تر ٹیچر، ٹیوٹر کے طور پر اسے پڑھاتے رہے، جیب خرچ میں کمی میں نے نہیں آنے دی۔ بیٹا ہر پرچے میں اتنے کم نمبر؟ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا، تم سے میں نے کیا اُمیدیں وابستہ نہ کر رکھیں تھیں؟ ایک تم ہی تو میرا سہارا ہو تم نے میری آرزوؤں کو چکنا چور کردیا، آخر کیا جواب دوں گا میں اپنے دوست احباب کو، یہ کہ میرا بیٹا ہر پرچے میں فیل ہے۔ تمہارے اس رزلٹ سے میرا سر شرمندگی سے جھک گیا، آخر پورے سال تم کرتے کیا رہے؟ افسوس ہے ایسے بیٹے پر۔ آخر کونسی کمی تھی جو میں نے پوری نہیں کی؟ کیا یہ نتیجہ ہے تمہاری تربیت کا؟ سوری ڈیڈی! تمہاری سوری کہنے سے کیا ان زخموں کا مداوا ہو جائے گا؟ ہماری تربیت کا یہ صلہ دیا ہے تم نے؟ جاؤ دُور ہو جاؤ میری نظروں سے۔ خدا تم جیسی اولاد کسی کو نہ دے۔

کیسی ہے تیری اولاد پوچھے کوئی حوا کی بیٹی سے

جس کے آنسوؤں کو صاف کرنے کیلئے آگے کوئی بڑھتا نہیں، جس کے آنچل کو کوئی اُٹھاتا نہیں، جس کے دِلاسے کیلئے کوئی سہارا نہیں، جس کی تسلی کیلئے کوئی لفظ نہیں، جس کے چلنے کیلئے بیساکھی نہیں، اس کی سمت اٹھتی ہوئی آوازوں کو دبانے والا کوئی نہیں، اس کی آواز پر لبیک کہنے والا کوئی نہیں، اس کی صدا سننے والا کوئی نہیں، بے یار و مددگار کو اُٹھانے والا کوئی نہیں، شکم کا سامان نہیں، رہنے کیلئے آشیانہ نہیں، اس کا حق کوئی سنتا نہیں، اس کا حق کوئی دیکھتا نہیں، اس کا حق کوئی دیتا نہیں، اس کا حق کوئی لکھتا نہیں، اس کیلئے حق کوئی بولتا نہیں، ظلم و ستم کوئی اس پر چھوڑا نہیں، آہ و بکا کوئی اس کی سنتا نہیں، گالی گلوچ کوئی اس سے رُکی نہیں، ذلیل و رسوا کرنے سے کوئی کسر چھوڑی نہیں، بہتان و الزام تراشی سے کچھ چھوڑا نہیں، گھر کی نوکرانی سے زیادہ کچھ سمجھا نہیں، حقارت کے سوا کبھی دیکھا نہیں، غصے کے سوا کبھی کوئی بات کی نہیں، وراثت سے حصہ کبھی دیا نہیں، اسکی جائز کمائی کبھی چھوڑی نہیں، شفقت کا ہاتھ کبھی رکھا نہیں، محبت سے کبھی دیکھا نہیں، پیار سے کبھی بلایا نہیں، اس کی کبھی کوئی بات مانی نہیں، مشورہ کبھی کیا نہیں، حوصلہ کبھی دیا نہیں، ڈھارس کبھی بندھائی نہیں، روتی ہوئی کو کبھی چپ کرایا نہیں، غموں کا مداوا کبھی کیا نہیں، کوئی بات سنی نہیں، آرام کا خیال کبھی رکھا نہیں، اس کی پسند نا پسند کو کبھی ترجیح دی نہیں، اس کے خیالوں کو کبھی پڑھا نہیں، اسکے ساتھ ہم آہنگ ہونے کا کبھی سوچا نہیں، کبھی اسے منایا نہیں، ہر بات حکم کے سوا کبھی کہی نہیں، نقصان ہونے پر ہاتھ کو اس سے روکا نہیں، پیار سے اس کو کبھی سمجھایا نہیں، اسکے احساسات کو کبھی محسوس کیا نہیں، اس کیلئے کبھی وقت نکالا نہیں، اپنائیت سے کبھی اسے اپنایا نہیں، اس کی غلطیوں کو کبھی نظر انداز کیا نہیں، کبھی خوش رکھا نہیں، لڑائی جھگڑوں سے کوئی دن چھوڑا نہیں، ہر معاملے میں موردِ الزام سوا اس کے ٹھہرایا نہیں، کوئی دن یا کوئی رات طلاق کی دھمکیوں سے خالی گزاری نہیں، طعنہ زنی سے کبھی زبان روکی نہیں، کوئی پل ایسا گزرا نہیں کہ اس کی غربت یا واجبی صورت کا مذاق اُڑایا نہیں، پابندیوں کی کوئی حد چھوڑی نہیں، تو یہ ہے حوا کی بیٹی جو ہماری اولاد ہے، ایسے عالم میں اگر کوئی ہم سے پوچھے کیسی ہے تیری اولاد ؟ تو یقیناً ہمارے پاس صحیح جواب نہیں ہوگا، ہم مجبور ہونگے جھوٹ بولنے پر، ہماری پریشانیاں بیٹی کے متعلق دن بدن بڑھتی چلی جائیں گی لیکن کوئی حل ہوتا ہوا نظر نہیں آئے گا ان تمام پریشانیوں کا حل کسی اور کے پاس نہیں، ان کا حل صرف اور صرف ہمارے پاس ہے۔ اگر یہ ہماری بیوی ہے تو صرف ایک لمحے کیلئے یہ سوچ لیں کہ اگر یہ تمام صورتِ حال میری لختِ جگر، میری لاڈلی یا میری بہن کے ساتھ ہو تو پھر؟؟؟

کاش کہ یہ نقطہ سمجھ میں آجائے، آج جو کچھ ہماری اولاد کسی کی بیٹی کے ساتھ کر رہی ہے کل وہی سب کچھ ہماری بیٹی یا بہن کی صورت میں ہمیں دوبارہ لوٹایا جائے گا۔ مکافاتِ عمل شاید اسی کا نام ہے، کیسی ہے تیری اولاد؟ اس جواب کو اولاد میں تلاش نہ کرو بلکہ اپنے دامن میں ذرا دیکھو۔ اپنے ماضی کو ذرا کھنگالو۔ شاید تمہیں جواب تلاش کرنے کی ضرورت نہ پڑے۔

یاد رکھیں! اسلام ہرگز تعلیم یا کالج و یونیورسٹی کا مخالف نہیں، قرآن جب بھی مخاطب ہوتا ہے تو صاحبِ علم سے۔ کیا ہم نے قرآن کا طرزِ بیاں دیکھا نہیں؟ کیا صاحبِ علم اور جاہل برابر ہو سکتے ہیں؟ ھل یستوی الذین یعلمون و الذین لا یعلمون (سورۃ الزمر:۹) کیا کبھی برابر ہو سکتے ہیں علم والے اور جاہل۔ صاحبِ علم کے مقام و وقار کو بڑھاتے ہوئے جہلاء (جاہلوں) سے دور رہنے کا کیا حکم نہیں دیا گیا؟ واعرض عن الجاھلین (سورۃ الاعراف:۱۹۹) اور رُخ (انور) پھیر لیجئے نادانوں کی طرف سے۔ غور و خوض، تدبر و تفکر کی کیا قرآن دعوت نہیں دے رہا؟ کذلک یبین اللہ لکم الآیات لعلکم تتفکرون (سورۃ البقرہ:۲۱۹) اسی طرح کھول کر بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنے حکموں کو تاکہ تم غور و فکر کرو۔ علم اسکا نام نہیں تو پھر کس چیز کا نام ہے؟ کلامِ الٰہی تو روشن اور واضح الفاظ میں فرما رہا ہے کیا تم عقل نہیں رکھتے؟ افلا تعقلون (سورۃ البقرہ:۴۴) کیا تم (اتنا بھی) نہیں سمجھتے۔ کیا تم دیکھتے نہیں؟ افلا تبصرون (سورۃ القصص:۷۲) کیا تمہیں (کچھ) نظر نہیں آتا۔ کیا تم سمجھتے نہیں؟ و تلک الامثال نضربھا للناس لعلھم یتفکرون (سورۃ الحشر:۲۱) اور یہ مثالیں ہم بیان کرتے ہیں لوگوں کیلئے تاکہ وہ غور و فکر کریں۔ تم اس عالم رنگ بو میں غور و فکر کیوں نہیں کرتے؟ ان فی خلق السموت و الارض و اختلاف اللیل و النھار لآیات لاولی الاباب (سورۃ آل عمران:۱۹۰) اور رات اور دن کے بدلتے رہنے میں (بڑی) نشانیاں ہیں اہل عقل کیلئے۔ لیل و نہار، شمس و قمر، بحر و بر، شجر و حجر، سہ پہر و سحر، کیا یہ سب تمہارے سامنے نہیں؟ ان فی ذلک لذکری لاولی الالباب (سورۃ الزمر:۲۱) یقیناً اس (کرشمہ قدرت) میں نصیحت ہے اہل عقل کیلئے۔

جب کوئی فوت جائے تو کل مال سے باپ کو اتنا حصہ دو، یا دادا کو اتنا حصہ دو، یا ماں شریک بہن بھائی کیلئے اتنا حصہ ہے، شوہر کیلئے اتنا حصہ ہے، بیوی کیلئے اتنا حصہ ہے، بیٹی، پوتی، سگی بہن، باپ شریک بہن، ماں شریک بہن، ماں، دادی، اس کیلئے اتنا حصہ ہے، اس کیلئے اتنا ہے، کسی حصے کو دُگنا کب کیا جائے گا، کسی حصے کی نفی کب کی جائیگی کسی حصے کو کم کب کیا جائے گا، ریاضی اس کا نام نہیں تو پھر کس کا نام ہے؟ وراثت کے یہ سارے احکام قرآن پاک ہی نے مقرر فرمائے ہیں۔ قرآن کہتا ہے کہ کیا تم غور و فکر نہیں کرتے؟ افلا تتفکرون (سورۃ الانعام:۵۰) تو کیا تم غور و فکر نہیں کرتے۔ اس ایک لفظ (غور و فکر) میں فزکس، کیمسٹری، بیالوجی وغیرہ وغیرہ کیا تمام علوم نہیں آجاتے؟ آخر ہمارے نزدیک علم کس چیز کا نام ہے؟ آپ اس بات کو اچھی طرح جان گئے ہوں گے کہ اسلام کسی تعلیم کا مخالف نہیں اور نہ ہی کسی کالج و یونیورسٹی کا۔ بلکہ جانِ عالم، راحتِ عالم، نورِ جسم، آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو خود فرماتے ہیں۔ حافظ ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ حدیث نقل فرماتے ہیں:۔ اطلبوا العلم و لو کان بالصین (شعب الایمان، ج ۲ ص ۲۵۴، دارالکتب العلمیہ بیروت) علم حاصل کرو اگرچہ تمہیں چین جانا پڑے۔ دور دراز شہروں اور ممالک کا سفر جائز ہے تو پھر اپنے ہی شہر میں کالج و یونیورسٹی جانا کیونکر ناجائز ہوگا؟ اسلام اگر روکتا ہے

تو مخلوط تعلیم سے روکتا ہے اور ہر اس تعلیم سے روکتا ہے جس سے بے دینی و بے حیائی پیدا ہو، جسے پڑھ کر اولاد ماں باپ کو خبطی سمجھنے لگے، بڑھاپے میں انہیں ناکارہ پرزہ سمجھنے لگے۔ اسلام ایسی تعلیم کا مخالف ہے اور مخلوط تعلیم کے ذریعے جو کچھ ہو رہا ہے وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں، ہر روز اخبار و رسائل بہانگ دہل چیخ چیخ کر صدائیں بلند کر رہے ہیں خدارا! اب تو بس کرو۔ مخلوط تعلیم سے بہن بیٹیوں کی عزت داغ دار و تار تار کیا شب و روز نہیں ہو رہی؟ مخلوط تعلیم سے بے حیائی کتنی عروج کو پہنچ چکی ہے، ہر شخص جانتا ہے آخر کار انجام کیا ہوتا ہے کہ منہ چھپانے کو جگہ نہیں ملتی۔ جس کی ہلکی سی جھلک کالج کے دادا کی صورت میں ابھی آپ کی نگاہوں سے گزری۔ کیسی ہے تیری اولاد؟ جو اولاد ماں باپ کو خبطی اور ناکارہ پرزہ سمجھتی ہے۔

آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ امام ابوالحسن مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ حدیث نقل فرماتے ہیں:۔ الحیاء شعبة من الایمان (صحیح مسلم، ج ا ص ۴۷، قدیمی کتب خانہ کراچی) حیا ایمان کی ایک شاخ ہے۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا۔ امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ حدیث نقل فرماتے ہیں:۔ اذا لم تستحیی فاصنع ما شئت (سنن ابن ماجہ، ص ۳۱۸، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی) جب تیری شرم و حیا ختم ہو جائے اس کے بعد تیری مرضی جو چاہے کر۔ زبانِ نبوت و رسالت سے نکلے ہوئے یہ الفاظ ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ کیا ہم نے اپنی اولاد کو شرم و حیا کے حسن سے آراستہ کیا ہے یا نہیں؟ اگر ہماری اولاد میں شرم و حیا کا حسن پایا جاتا ہے ان کا وجود دھرتی پر ایک زینت ہے، ایک مہک ہے اور اگر ہماری اولاد بے شرم ہے بے حیا ہے، تو ان کا وجود خود ہمارے گھر کیلئے اذیت کا باعث ہوگا، شرمندگی کا سبب ہوگا، جس اولاد میں شرم و حیا نہیں اس نے گھریا والدین کی عزت کو کیا دیکھنا، ہمارے معاشرے کی یہ شرمناک آواز ہمارے کانوں نے ضرور سنی ہوگی کہ فلاں صاحب نے اپنے والدین کو گھر سے نکال دیا، یا فلاں صاحب نے والدین کو مار مار کر گھر سے بے گھر کر دیا وغیرہ وغیرہ۔ آئے دن اس طرح کی خبریں چھپتی رہتی ہیں اور بعض دفعہ بیٹیاں اس حد سے گزر جاتی ہیں کہ بس...... کیا لکھا جائے کاش کہ والدین بچپن ہی سے اولاد پر تھوڑی توجہ دیتے تو آج یہ دن نہ دیکھنے پڑتے۔ فیشن کے نام پر ہم خود انہیں بے حیائی کی طرف دھکیلتے رہے۔ جوان بچیاں جب غیر محرم سے دوستیاں بڑھاتی ہیں تو ہم کہتے ہیں کوئی بات نہیں، آج کل سب چلتا ہے۔ ان کا لباس جسم سے کم سے کم ہوتا چلا جاتا ہے ہم کہتے ہیں سب ایسے ہی پہنتے ہیں، جب جسم ہی سے لباس مختصر ہو گیا، غربت یہ نہیں تو اور کیا ہے، اس غربت کے عالم میں برقعہ کا تو تصور ہی پیدا نہیں ہوتا۔ دوپٹہ بے چارہ خود ترس رہا ہے کہ کاش مجھے حوا کی بیٹی پر سایا کرنے کا شرف مل جائے۔ لیکن ممکن نہیں کیونکہ بالوں کی کٹنگ، بالوں کے اسٹائل، بالوں کے کلر، مردانہ بال انہیں بھی تو ظاہر کرنا ہے۔ جبکہ لفظ عورت اس کا معنی ہے چھپانے کی چیز۔ جو عورت برقعہ پہنتی ہے اور شریعتِ مطہرہ پر عمل کرتی ہے تو بے حیا اور بے شرم عورتیں کہتی ہیں یہ تو بالکل ہی جاہل ہے، پرانے زمانے کی عورت لگ رہی ہے اس کو تو کچھ پتا نہیں اور اگر یہ عورت برقعہ پہن کر

کسی شادی میں چلی جائے جہاں بے حیائی کے مجسمے عورتیں کھڑی ہوں تو یقین جانئے سب کی نگاہیں اس برقعہ پوش عورت پر مرکوز ہونگیں اور طرح طرح کی باتیں سننے کو ملیں گی۔ جن بے حیا عورتوں نے عریانیت کو فیشن کا نام دے رکھا ہے آقا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی لختِ جگر خاتونِ جنت رضی اللہ تعالی عنہا کیا فرما رہی ہیں، میرا جنازہ رات کی تاریکی میں اُٹھانا تا کہ کسی غیر محرم کی نگاہ میرے کفن کی چادر پر نہ پڑے۔ عورتوں اور جوان بچیوں کو ہلکے ہلکے اور مختصر سے مختصر کپڑے پہننے کا آخر مقصد کیا ہے؟؟؟ صرف اور صرف جسم کی نمود و نمائش اور بس!!!

آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے سچ فرمایا تھا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے۔ امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ حدیث نقل فرماتے ہیں: نساء کاسیات عاریات (صحیح مسلم، ج ۲ص ۲۰۵، قدیمی کتب خانہ کراچی) اس وقت کی عورتیں لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی۔ سوچنے کا مقام ہے! پوچھے کوئی ہم سے کہ کیسی ہے تیری اولاد؟ شرم و حیا کے زیور سے آراستہ یا بے حیائی، بے شرمی، بے غیرتی کا مجسمہ؟؟؟

اولاد ہماری شناخت ہے، اس کا ہر عمل ہمارے نام سے منسوب ہے، دنیا میں کتنی ہی ایسی اولاد نے جنم لیا کہ ان کا کردار بھی اچھا، ان کی گفتار بھی اچھی، ان کا ہر عمل تحسین کے لائق، جنھوں نے اپنے والدین کے نام کو زندہ کیا اور روشن رکھا۔ کوئی دھبہ، نہ کوئی حرف ان پر آنے دیا، ان کے حسن عمل کی بنا پر آج بھی لوگ ان سے محبت کرتے ہیں، حسن عمل کی محبت تا دیر قائم و دائم رہتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ۵۶۱ھ میں اس دنیا کو الوداع کہنے والا الوداع کہہ گیا وہ بظاہر ہماری نظروں سے اوجھل ہو گیا لیکن اسکے حسن عمل نے آج بھی اسے زندہ رکھا ہوا ہے۔ ۱۴۲۶ھ رواں دواں ہے وقت کروٹ بدلتا رہا۔ لیکن کسی کروٹ پر لوگوں نے اسے بھلایا نہیں۔ اتنا زیادہ عرصہ بیت گیا، لیکن کس زبان پر حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا نام نہیں؟ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاً للہ کون نہیں پڑھتا؟ گیارہویں والے پیر کے نام سے کس سرزمین پر آپ کا نام نہیں، بڑے پیر صاحب کے نام سے کون آپ کو نہیں جانتا؟ اسی زمین پر ایسے لوگوں نے بھی آنکھ کھولی ہے جنھوں نے ظلم و ستم سے اپنی تاریخ رقم کی۔ حجاج بن یوسف سے محبت کرنا تو دور کی بات ہے لوگ عزت سے اس کا نام بھی نہیں لیتے یہ وہ اولاد ہے جس نے اپنے برے عمل سے اپنے باپ کے نام کو بھی تذلیل کی دہلیز پر لا کھڑا کیا۔

یاد رکھیں! ہماری اولاد کا ہر عمل تاریخ کا ایک حصہ بن رہا ہے۔ لیکن یہ وہ تاریخ ہے جسے کوئی بھی نہیں پڑھتا۔ ہماری اولاد کا زندہ رہنا یا زندہ نہ رہنا دونوں برابر ہیں، ہماری اولاد کا وجود ملک وملت کیلئے کوئی اہمیت نہیں رکھتا، ہماری اولاد کی سلامتی کیلئے کوئی ہاتھ نہیں اُٹھاتا، عزیز واقارب اور چند دوست احباب کے سوا ہماری اولاد کو کوئی جانتا نہیں، ایام زندگی گزار کر ہماری اولاد ایسے ہی خاموشی سے چلی جاتی ہے، ہماری اولاد کے ساتھ ہمارا نام بھی گمنام ہوگیا، کیا ایسی ہے ہماری اولاد؟ جو والدین کی امنگوں پر پانی پھیر دے، انکے ارادوں کو متزلزل کردے، انکے قدموں کو ڈگمگا دے، ہر موڑ پر شرمندگی اور رسوائی کے دروازے کھول دے، تھانے اور کچہریوں کی سمت ان کا رُخ کردے، ان کا کل اثاثہ ہڑپ کرلے، بے سروساماں انہیں تنہا چھوڑ دے، فقر و فاقہ، پرورش کا بدل دے، ان کے احکامات کو اپنی زندگی سے بے دخل کردے، جو ہمہ وقت ان کے مرنے کی دل میں ہوس رکھے، ان کے ہر عمل میں زبان کو دراز رکھے، سوچنے کی بات ہے کیسی ہے تیری اولاد؟

اللہ پاک جب ہمیں اولاد سے نوازے تو یاد رکھیں انہیں رزق حلال کھلائیں۔ خود ہر ممکن برے عمل سے اجتناب کریں، ہماری صحیح تربیت اور محنت کے بعد بار بار اللہ پاک سے اس کے نیک بننے کی دعائیں کرتے رہیں، ہر چھوٹے بڑے کا ادب ضرور سکھائیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، تمام صحابہ کرام، اہل بیت کرام، اولیائے کرام علیہم الرضوان کی سچی محبت انہیں سکھائیں، پڑھنے کے جب قابل ہوں تو دینی تعلیم کیساتھ دنیوی وہ تعلیم جو اس وقت موجودہ دور میں سب سے اہم ہو وہ دلوائیں۔ تعلیم کے اخراجات پر ہرگز بخل نہ کریں، زیادہ سے زیادہ مصروف رکھیں، ہر کام کو وقت پر کرنے کی عادت ڈالیں، نہ زیادہ سختی کریں اور نہ ہی حد سے زیادہ نرمی، زیادہ سختی بھی اولاد کو باغی بنادیتی ہے اور زیادہ نرمی سے اولاد لاپرواہ ہوجاتی ہے، بغاوت اور لاپرواہی دونوں ہی ہلاکت خیز ہیں، اولاد کی ہر کامیابی پر انہیں مبارکباد دیں اور بھرپور پیار کے ساتھ ان کی پسند کے مطابق (جو جائز بھی ہو) گفٹ ضرور دیں، اس طرح ان کے دل میں والدین کی محبت اور زیادہ ہوجائے گی اصل مقصود بھی یہی ہے کہ ہماری اولاد ہم سے محبت کرے اور جس دن ہماری اولاد ہم سے دل سے محبت کرنے لگ گئی تو یہ سمجھ لو کہ آج ہماری اولاد نے کامیابی و کامرانی کے پہلے زینے پر قدم رکھ لیا ہے، ہماری اولاد زیادہ سے زیادہ وقت ہمارے اپنے گھر میں گزارے، اسطرح ہماری اولاد ان لڑکوں سے جوست، کام چور، بے ادب، کھیل کود کی طرف توجہ زیادہ، افسانوی باتیں کرنے والے، نافرمان، فلم کے شیدائی، ڈراموں کے شوقین، فلم وکیبل کی آلودگی سے آلودہ، انٹرنیٹ سے عشق کی پتنگ بازی کرنے والے، ڈیو گیمز کھیل کر وقت برباد کرنے والے، موبائل فون سے غلط میسج اور مال تباہ کرنے والے وغیرہ وغیرہ جن میں قسم قسم کی برائیاں پائی جاتیں ہیں ان شاءاللہ محفوظ رہے گی۔ جیب خرچ صرف اتنا دو کہ ضرورت پوری ہوجائے، زیادہ جیب خرچ بھی اولاد کو بگاڑ دیتا ہے، ہمیشہ آہستہ آواز میں بات کرنے کی تلقین کریں، بڑوں کے سامنے ہنسنے سے سختی سے منع کریں، اولاد کو اس کے دوستوں یا گھر کے مہمانوں کے سامنے ہرگز نہ ڈانٹو، ہمارے کسی عمل یا گفتگو پر اولاد کو کوئی اعتراض ہو، اعتراض اگر دُرست ہو تو فوراً تسلیم کرلیں اور اپنی اولاد سے سوری کرلیں۔

یقین جانئے ہمارے اس عمل سے ہرگز ہماری عزت میں کوئی فرق نہیں آیگا، لیکن اتنا ضرور ہوگا کہ ہماری اولاد ہمیشہ کیلئے ہماری گرویدہ ہوجائیگی۔ اولاد کے روشن مستقبل کیلئے ہم پہلے سے لائحہ عمل تیار کرلیں کہ اللہ تعالیٰ توفیق سے میں نے اپنی اولاد کو بنانا کیا ہے؟ دو ہی راستے ہیں تعلیم یا ہنر۔ اگر تعلیم دلوانی ہے تو ہرگز دورانِ تعلیم یہ لالچ نہ کریں کہ تعلیم یافتہ بھی ہوجائے اور ہنرمند بھی۔ دو کشتی کا سوار کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔

اگر ہم نے اپنی اولاد کیلئے تعلیم کا راستہ اختیار کیا ہے تو اب ہماری ذمہ داری صرف یہ نہیں کہ ہم نے انہیں اسکول میں داخل کروادیا، مضمون کے متعلق تمام کتب فراہم کردیں، زیادہ سے زیادہ ایک ٹیوٹر رکھ دیا اور بس۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری اولاد کامیاب زندگی گزارے، اپنا اور ہمارا نام روشن کرے، تو ہم پر بہت زیادہ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ ہر روز بلا ناغہ کم ازکم ایک گھنٹہ ضرور اولاد کو دیں جس میں صرف اس کی تعلیم سے متعلق گفتگو ہو۔ اگر ہم خود تعلیم یافتہ ہیں تو اسکول کے نصاب کو ہم خود روزانہ پڑھائیں۔ پندرہ دن میں کم ازکم دو مرتبہ ضرور اسکول جاکر ٹیچرز سے مکمل رپورٹ حاصل کرتے رہیں وغیرہ وغیرہ۔ اولاد کیلئے گھر کے متعلق آمدورفت کا وقت مقرر کریں اور انہیں پابند کریں، ان کے شب وروز کا محاسبہ کرتے رہیں، احساس کمتری کا کبھی شکار نہ ہونے دیں، اگر بیمار ہوجائے تو مکمل توجہ دیں۔ موقع محل کی مناسبت سے کبھی کبھی سیر وتفریح کیلئے بھی لے جائیں، جب اولاد جوان ہوجائے تو یہی وقت اس کے سدھرنے اور بگڑنے کا ہوتا ہے، ان کے نوجوان دوستوں پر ضرور نگاہ رکھیں کہ وہ کیسے ہیں، نشے باز، یا چور ڈکیت، یا دہشت گرد، یا سیاسی تنظیم سے تو نہیں، یہی لوگ نئی نسل کو اپنے ذاتی مفادات کی خاطر استعمال کرنے کے بعد ٹشو پیپر کی طرح ہاتھ صاف کر کے زمین پر پھینک کر پاؤں سے مسل دیتے ہیں، جس کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی، جو ہوا کے جھونکوں پر اُڑتا رہتا ہے، جو کسی بھی لمحے کھلے گٹروں کی سیاہ تاریکی میں چلا جاتا ہے، جس کے سارے وجود پر سیاہی چھاجاتی ہے، بدبو اراس کی زندگی ہوجاتی ہے، کوئی اسے تکتا نہیں، کوئی اسے ہاتھ لگاتا نہیں، ہر ایک اپنا دامن اس سے بچاتا ہے، میں مانتا ہوں یہ سارے کام محنت طلب ہیں۔

لیکن یہ بھی یاد رکھیں! ہماری محنت سے ہماری اولاد کا مستقبل وابستہ ہے، اس کے نام سے ہمارا نام روشن ہوگا، ملک وملت کا نام روشن ہوگا، تاریخ اس کا نام جگمگاتا رہے گا، وہ سرمایۂ ملت ہوگا، آنے والی نسلوں کا سہارا ہوگا، اس کے دم قدم سے باغ وبہار ہوں گے، ایسے عالم میں اگر ہم سے کوئی کہے کیسی ہے **تیری اولاد؟**

آخر میں ہر قاری سے ملتمس ہوں کہ دعا کریں رب کائنات میرے بیٹے **محمد حسنین غوث** کو قرطاس وقلم کی مکمل آشنائی عطا فرمائے۔

آمین یارب العالمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

غلام غوث رضوی ...... فاضل جامع العلوم خانیوال

رئیس دارالافتاء دارالعلوم انوارالقادریہ رضویہ کراچی

آپ توجہ کیجئے

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ربّ کی رضا والدین کی رضا میں ہے اور ربّ کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے۔
(جامع ترمذی، ج ۲ص ۱۲، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا میں تمہیں کبیرہ گناہ کے متعلق خبر نہ دوں؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی کیوں نہیں یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ کی ذات سے شرک اور والدین کی نافرمانی کرنا یہ کبیرہ گناہ ہیں۔ (جامع ترمذی، ج ۲ص ۱۲، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

☆ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اولاد پر والدین کا کیا حق ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تیرے لئے جنت بھی وہی ہیں اور دوزخ بھی۔ (سنن ابن ماجہ، ص ۲۶۹، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

☆ (حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں) میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! سب سے افضل عمل کونسا ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، نماز کو اپنے وقت پر ادا کرنا پھر میں نے عرض کی اسکے بعد یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کون سا عمل افضل ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، والدین کیساتھ نیکی کرنا۔ (جامع ترمذی، ج ۲ص ۱۱، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہ ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی، کیا کوئی شخص اپنے والدین کو بھی گالی دیتا ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جب یہ کسی کے والد کو گالی دیتا ہے تو وہ بھی اس کے والد کو گالی دیگا اور جب یہ کسی کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ بھی اس کی ماں کو گالی دے گا۔ (صحیح بخاری، ج ۲ص ۸۸۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)

☆ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، والد کا اپنی اولاد کو اس سے بڑھ کر کوئی عطیہ نہیں کہ اسے اچھے آداب سکھائے۔ (جامع ترمذی، ج ۲ص ۱۶، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی۔)

☆ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، باپ کے ذمے بھی اولاد کے حقوق ہیں جس طرح اولاد کے ذمہ باپ کے حقوق ہیں۔ (ابن نجار بحوالہ بہار شریعت)

☆ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اپنی اولاد کو برابر دو اگر میں کسی کو فضیلت دیتا تو لڑکیوں کو فضیلت دیتا۔ (طبرانی)

☆ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل منقطع ہوجاتے ہیں لیکن تین اعمال کا ثواب اسے ملتا رہتا ہے: صدقہ جاریہ، ایسا عمل جس سے لوگ نفع حاصل کر رہے ہوں یا نیک اولاد جو مرنے کے بعد والدین کیلئے بخشش کی دعائیں کرتی رہے۔ (مشکوٰۃ ص ۳۲، قدیمی کتب خانہ کراچی)

☆ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، قیامت کے دن تم اپنے اور باپ کے نام سے پکارے جاؤ گے، لہٰذا تم اپنی اولاد کے اچھے نام رکھو۔ (مشکوٰۃ ص ۴۰۸، قدیمی کتب خانہ کراچی)

دنیائے سنیت کا پیغام

☆ نماز روزہ ودیگر فرائض، واجبات اور سنتوں کی پابندی کیجئے۔

☆ قرآن مجید کا ترجمہ کنزالایمان ضرور پڑھا کیجئے۔

☆ گستاخانِ رسول وصحابہ واہل بیت اور اولیاء کے گستاخوں سے بچا کیجئے۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علمِ غیب کا پرچار کیجئے۔

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاضر وناظر مانئے۔

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام مبارک پر ضرور ضرور انگوٹھے چومیں۔

☆ مساجد میں بوقتِ اذان صلوٰۃ وسلام پڑھنا رائج کیجئے۔

☆ ہر جمعہ کی نماز کے بعد مسجدوں میں کھڑے ہو کر ضرور سلام پڑھیں۔

☆ ہر مشکل میں یا اللہ (جل جلالہ) مدد ، یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مدد کہا کیجئے۔

☆ گیارہویں شریف، نیاز وفاتحہ اور دیگر معمولاتِ اہلسنّت پر عمل کیجئے۔

☆ ۱۲ ربیع الاوّل کے دن جلوس میں ضرور شرکت کیجئے۔

☆ محفل نعت میں آیا کیجئے۔

☆ اولیاء کرام کے مزارات پر حاضری دیا کیجئے۔

☆ .... ☆